

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من ألف عابد  
(الحديث)

# ماہنامہ الفقہ سرگودھا

مدیر اعلیٰ  
مولانا محمد الیاس گھمن

❦ حضرت الفقیہ

❦ تجارت اور سود میں فرق

❦ احادیث نبویہ کی حکیمانہ تشریح

❦ محدث بکر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

❦ امام اعظم ابو حنیفہ سیما سار رحمۃ اللہ علیہ

❦ حجۃ الاسلام محمد و اسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ



ملت اسلامیہ میں فقہی شعور کی بیداری کا ضامن

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من ألف عابد  
(الحديث)

# ماہنامہ الفقیہ سرگودھا



■ تقاضائے وقت کیا ہے؟

■ اسلامی طریقہ تجارت اور عالمی نظام سے سود کا خاتمہ

■ دور حاضر کے جدید مسائل کا شرعی حل

■ فقہائے امت کی علمی و فقہی خدمات

■ چمنستان حدیث کے مہکتے پھول

■ ناقدین فقہاء علم کی کسوٹی پر

■ تزکیہ نفوس اور تصفیہ قلوب کیسے ممکن ہے؟

■ کتب فقہ کا تاریخی پس منظر

■ علمی فکری اور فقہی مضامین کا مجموعہ

بذریعہ ای میل: shabbir.markaz@gmail.com بذریعہ فون: 0346-2170722  
بذریعہ ڈاک: دفتر ماہنامہ الفقیہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

ناشر: احناف میڈیا سروس

فقہیہ واحد اشد علی الشیطان من ألف عابد  
(الحادیث)

# ماہنامہ الفقہیہ سرگودھا

شمارہ 1

جنوری 2012ء

جلد نمبر 1

## مجلس ادارت

- ..... مولانا محمد رضوان عزیز
- ..... مفتی شبیر احمد حنفی
- ..... مولانا محمد کلیم اللہ

آنجنسی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

برائے رابطہ

دفتر ماہنامہ الفقہیہ سرگودھا

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور سڑک سرگودھا 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

بفیضان نظر  
تقی العرب عارف باللہ حفظہ اللہ مولانا  
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد البیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک  
35 ڈالر ..... سالانہ  
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک  
25 ڈالر ..... سالانہ  
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زرخاوند  
240/- روپے



الحناف میڈیا سروسز



# فہرست مضامین

- 3..... ضرورت ”الفقیہہ“  
اداریہ
- 5..... فقہاء امت  
مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ
- 9..... تجارت اور سود میں فرق  
مفتی رئیس احمد مدظلہ
- 11..... نماز اہل السنۃ والجماعۃ  
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- 19..... امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار  
رپورٹ؛ مولانا محمد کلیم اللہ
- 24..... انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کا حکم  
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- 29..... محدث کبیر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ
- 33..... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ  
مولانا محمد عبد اللہ معتمد حفظہ اللہ
- 38..... الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی  
مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ
- 45..... احادیث نبویہ کی حکیمانہ تشریح  
شاہ کلیم محمد اختر حفظہ اللہ
- 48..... مجلس سے اٹھنے کی دعا  
مولانا محمد ابوبکر اوکاڑوی حفظہ اللہ



## ضرورت ”الفقیہ“

اداریہ

ذہنی عیاشی اور تحریر و تقریر کی بدکاری نے آج جو گل کھلا رکھے ہیں عقل سلیم اور طبع مستقیم رکھنے والے پر وہ مخفی نہیں۔ اظہار خیال کی اس آزادی نے ملک کی فضاء کو مسموم کر دیا ہے۔ روشن خیالی کی خیالی روشنی نے چار سو پھیل کر جس تاریکی کا اضافہ کیا ہے اس تاریکی نے علم و عمل کے بہت سے میناروں کو دھندلا دیا ہے۔ ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ کا قرآنی اصول جسے اقوام عالم نے (Dignity of Man) کے نام پر تسلیم کیا ہے آج کے قلم فروش طبقہ کی نظروں سے اوجھل ہے۔ بر بنائے جہالت کہیے یا برائے تعصب اسلاف امت کی پگڑیاں اچھالنے کو تحقیق سمجھا جاتا ہے اور پھر اپنی اس خود ساختہ تحقیق کے خوشگوار کھلونوں سے جو انسان ملت کو ذہنی طور پر اغوا کیا جاتا ہے۔

ایسے وقت میں جب حالات اس قدر دگرگوں ہوں تو اہل حق پر حق ہے کہ اس ظلمت کدہ میں نور حق سے ضیاء پاشی کریں اور کند ذہنی و غباوت کو فقاہت سے آشنا کریں۔ اسی ذہنی پسماندگی کو درماندگی سے بچانے اور اسے علم و معرفت کی منزل سے ہمکنار کرنے کے لئے اہل حق کی طویل مشاورت اور اصحاب خیر کے اصرار سے ماہنامہ ”الفقیہ“ کا اجرا کیا گیا ہے، جس کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جو اپنے ماضی سے واقف ہو وہی اپنے مستقبل کے لئے کوئی راہ عمل متعین کر سکتا ہے۔ حق قوم اپنے اسلاف کے کارنامے بھول جائے تو اس کا حال بے حال اور مستقبل مشکوک ہوتا ہے۔ ”الفقیہ“ ہمیں اپنے اسلاف کی درخشندہ تاریخ دکھائے گا کہ ہم اس مصفی آئینے میں اپنا چہرہ باطن سنوار لیں۔ جب انسان فوت ہو جائے تو اس پر تنقید آسان ہو جاتی

ہے۔ فوت شدہ انسان اگرچہ محسن انسانیت ہو مگر انسانی فطرت اس کی تحریر و تقریر سے خبث نفس کی تسکین کے لئے عیب چننے میں دیر نہیں کرتی۔ بعد والے کسی کی عیب جوئی سے ضروری نہیں کہ گزر جانے والے اسلاف کو ہدف تنقید بنایا جائے۔ قطرہ پنہاں صدف میں گرتا ہے تو موتی بنتا ہے اور سانپ کے منہ میں گرتا ہے تو زہر بن جاتا ہے۔ ”الفقیہ“ کو سانپ کے زہر سے غرض نہیں البتہ صدف میں پڑے موتی کا تعارف و تحفظ اس کا حق ہے۔

”الفقیہ“ محض دفع الوقتی یا فارغ البالی کا حل نہیں بلکہ میدان علم و تحقیق میں ایک انقلاب برپا کرنے کا عزم رکھتا ہے، جس میں ماضی سے مضبوط رشتہ ہوگا، حال کی الجھی گھٹیاں سلجھائی جائیں گی اور مستقبل کے لئے ایک ایسی دیرپا یاد تعمیر کی جائے گی جو ہر وان حق کو تا صبح قیامت انشاء اللہ نشان منزل کا کام دے گی اور ہم بقول شورش اس عزم کے داعی ہیں کہ ”مختصر با مقصد زندگی بے مقصد طویل زندگی سے بہتر ہے۔ بلوط اور بول کے درخت صدیوں زمین پر بوجھ بنے رہتے ہیں۔ ان کی طویل زندگی بے مقصد اور بے لطف ہوتی ہے۔ پھول کے لبوں پر ہر صبح تبسم سجتا ہے، تو شام کو اس کی پتیاں بکھر کر فناء کی گود میں سو چکی ہوتی ہیں۔ مگر ان مختصر لمحات کی زندگی میں پھول فطرت کو رعنائی، کائنات کو رنگینی، ویرانے کو رونق، عندلیب کو قرار، آنکھوں کو مسرت، دل کو فرحت، روح کو سرور اور وجدان کو کیف دے جاتا ہے۔“ پس ”الفقیہ“ وہ پھول ہے جو بعض نا عاقبت اندیشوں کے افکار کی سرانڈ کو عظمت فقہ و فقہاء کے معطر تذکروں سے ختم کرے گا۔ خداوند قدوس سے ہماری دعا ہے کہ ہماری اس حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہ صدیت میں شرف قبولیت بخشے۔ اگر ہمارا عمل اور ہماری ٹیم کی محنت اس کی بارگاہ میں قبول ہوگئی تو ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ دنیا ہمارے بارے میں کیا کہتی ہے اور اگر خدا نخواستہ ہماری کوئی تحریر یا تقریر اس کے ہاں نامقبول ہے تو اے اللہ ہم اس سے اعلان برأت کرتے ہیں، اگرچہ ساری دنیا اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ والسلام محمد الیاس گھمن

### فقہاء امت

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام اوصاف کے جامع ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جماعت عطاء فرمائی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت کو محفوظ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی اہمیت کو بیان فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیا۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث نقل کرنے والے کو عادیتے ہوئے فرمایا:

نضر اللہ امرأ سمع مقالتي فبلغها، فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه۔

(سنن ابن ماجہ ص 21 باب من بلغ علماً)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھیں جس نے حدیث کو سنا پھر اس کو محفوظ کر کے آگے پہنچایا۔ کیونکہ بسا اوقات الفاظ حدیث کو لینے والا فقیہ نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث کسی ایسے آدمی تک پہنچ جائے جو فقیہ ہے۔

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت روایت حدیث میں زیادہ مشغول ہو گئی۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی فضیلت اور اہمیت بھی بیان فرمائی جو دین میں تفقہ حاصل کرے مثلاً:

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين۔

(صحیح بخاری ج 1 ص 16)

یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔

2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الناس معادن خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۹۶ باب المناقب)

یعنی لوگ کانیں ہیں، جو اسلام لانے سے پہلے اچھے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی اچھے ہیں جب کہ وہ فقہ جانیں (فتاہت حاصل کریں)

3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔  
(جامع الترمذی ج ۲ ص ۹۰، باب فی فضل الفقہ علی العبادة)

یعنی شیطان کو ایک ہزار عبادت گزاروں کی عبادت سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی ایک فقیہ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں فقہ کی جو اہمیت تھی اسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فتنوں کا ذکر فرمایا تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ کس وقت ہوگا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنن دارمی ج ۱ ص ۷۶ باب تغیر الزمان وما یحدث فیہ کے تحت موجود ہے؛ جب علماء دنیا سے چلے جائیں گے اور جاہل زیادہ ہو جائیں گے، الفاظ قرآن کو پڑھنے والے بہت ہونگے مگر فقہاء (مسائل نکالنے والے) کم ہونگے تو یہ زمانہ فتنوں کا ہوگا۔

گویا کہ ان کے نزدیک فقہاء کا نہ ہونا یا ان کے وجود کا کم ہونا یہ ایک قسم کا فتنہ ہے اور فقہاء کا موجود ہونا یہ زمانہ کے مبارک ہونے کی علامت ہے۔ اسی طرح ہر دور کے اہل علم نے جو فقہ اور فقہاء کی عظمت و ضرورت بیان کی ہے وہ بالکل واضح ہے۔ چنانچہ امام ابن قیمؒ فقہاء کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:



فقہاء کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان کے ستارے ہیں۔ جو شخص گمراہی کی تاریکی میں حیران و پریشان ہو اس کو فقہاء کے ذریعے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح انسان کو زندہ رہنے کے لئے کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اس سے بڑھ کر انسان کو فقہاء کی ضرورت ہوتی ہے۔ نص قرآنی کی وجہ سے فقہاء کی اطاعت والدین کی اطاعت سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اللہ، اس کے رسول اور فقہاء کی اطاعت کرو۔ اگر کسی چیز میں تمہارا جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵ فصل المنزلة العظمیٰ لفقہاء الاسلام)

لسان نبوت سے جب فقہ اور فقہاء کی عظمت بیان ہوئی تو صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت تفقہ فی الدین میں مصروف ہو گئی۔ انہوں نے یہ ملکہ حاصل کیا، پھر آگے فتاویٰ جات دے کر امت کی رہنمائی فرمائی۔ بقول امام ابن قیم فقہاء صحابہ کرام جو فتویٰ دیتے تھے، کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ اوپر ہے۔ یہ حضرات فتویٰ دیتے اور باقی حضرات ان کے فتاویٰ جات پر عمل کرتے۔ گویا صحابہ کرام کی جماعت میں دو طرح کے لوگ تھے۔

۱: فقہاء ۲: ان کے فتویٰ پر عمل کرنے والے۔

پھر ان فقہاء صحابہ میں تین طرح کے حضرات تھے:

۱: جن کے فتاویٰ جات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۲: جن کے فتاویٰ جات کی تعداد پہلی قسم کی نسبت کم ہے۔

۳: جن کے فتاویٰ جات کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

جن صحابہ کے فتاویٰ کی تعداد زیادہ ہے وہ سات ہیں:

حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود،

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔ وہ حضرات جن کے فتاویٰ کی تعداد درمیانی ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عثمان غنی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم۔

وہ صحابہ جن کے فتاویٰ قلیل تعداد میں منقول ہیں ان میں سے چند حضرات یہ ہیں:

حضرت ابودرداء، حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔

قارئین کرام! صحابہ کرام میں سے یہ چند فقہاء صحابہ کے نام ہیں جو اپنے دور میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس تفصیل سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے جو کہتے ہیں کہ ”فقہ قرآن وحدیث سے الگ چیز ہے اور فقہاء قرآن وسنت کی مخالفت کرتے ہیں۔“

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ فقہ قرآن وحدیث کو سمجھنے اور شریعت پر عمل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ مکمل شریعت پر عمل کرنے کے لئے روزمرہ میں پیش آنے والے جزوی مسائل کا حل کرنا ضروری ہے جن کے حل کرنے کے لئے گہری بصیرت کا ہونا ضروری ہے۔ جو شخص اس صلاحیت کا حامل ہو اسے ”مجتہد اور فقیہ“ کہتے ہیں۔ فقہاء کرام نصوص میں غور کر کے جزوی مسائل حل کرتے ہیں۔

ہم ان شاء اللہ ”تذکرۃ الفقہاء“ کے عنوان کے تحت ہر شمارہ میں ایک فقیہ کا تعارف پیش کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو مشہور فقہاء ہیں سب سے پہلے ان کا تعارف پیش کیا جائے گا... ان شاء اللہ

## تجارت اور سود میں فرق

مفتی رئیس احمد

شرعیہ ایڈوائزر حلال فوڈز

قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ ہے کہ **احل اللہ البيع و حرم الربو** اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

سود کی تعریف؛

قرض پر لیا گیا منافع (سود) کہلاتا ہے۔

تجارت اور سود میں فرق؛

1. سود میں طے شدہ شرح کے مطابق منافع یقینی ہوتا ہے جبکہ تجارت میں نفع کے ساتھ نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔

2. مضاربیت یا مشارکت کی شکل میں فریقین کو ایک دوسرے سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان کا مفاد مشترک ہوتا ہے جبکہ تجارتی سود کی صورت میں سود خور کو محض اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔

3. اسلامی نظام صدقات میں مال کا رخ غریب کی طرف ہوتا ہے جبکہ سودی معاشرے میں غریب سے امیر کی طرف ہوتا ہے گویا طبقات کی خلیج مزید وسیع ہو جاتی ہے اسلام جس معاشرے کو اخوت کے رشتے میں باندھا چاہتا ہے سود اسے متحارب گروہوں میں تقسیم کرتا ہے اور اس سے قومی پیداوار تباہ ہوتی ہے اس کے علاوہ سود کی وجہ سے کرنسی کی قیمت بھی مسلسل گرتی رہتی ہے جس معاشرے میں جتنی شرح سود زیادہ ہوتی ہے وہاں اتنی ہی قیمت گرتی رہتی ہے۔ غریب طبقہ یہ سود کے ذریعے دوسرا حملہ ہے۔

## سودی قرضے۔۔ ذاتی اور تجارتی:

سودی قرضے دو طرح کے ہوتے ہیں ذاتی قرضے ذاتی ضروریات کے لیے اور تجارتی یا صنعتی قرضے جو کہ بینکوں سے لیے جاتے ہیں۔ آج کل کچھ مسلمان جہالت سے سود کے جواز کی نمائندگی کرتے ہیں کہ جس سود کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے وہ ذاتی قرضے ہیں۔

جن کی شرح سود انتہائی ظالمانہ ہوتی ہے جبکہ تجارتی سود حرام نہیں ہے۔ کیونکہ اس دور میں ایسے تجارتی سودی قرضوں کا رواج ہی نہیں تھا۔ نیز ایسے قرضے جو کہ باہمی رضامندی سے لیے اور دیے جاتے ہیں اور ان کی شرح سود بھی مناسب ہوتی ہے اور اس طرح کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ لہذا یہ تجارتی سود اس سے مستثنیٰ ہیں جنہیں قرآن نے حرام قرار دیا ہے

## مذکورہ استدلال مندرجہ ذیل دلائل کی بنا پر غلط ہے:

1. دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تجارتی سود موجود تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سود کی حرمت سے قبل یہی کاروبار کرتے تھے۔
2. قرآن میں ربو کا لفظ علی الاطلاق استعمال ہوا ہے جو کہ ذاتی اور تجارتی دونوں قسم کے قرضوں کو حاوی ہے۔
3. قرآن نے تجارتی قرضوں کے مقابل یہ آیت پیش کی ہے **واحل اللہ البيع وحرم الربو** اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام **سورة البقرہ** پارہ دو آیت 275 اور ذاتی قرضوں کے مقابل یوں فرمایا **محقق اللہ الربو ویربی الصدقات اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے سورة البقرہ** پ 2 آیت 276۔

(۔۔ جاری ہے)

## نماز اہل السنۃ والجماعۃ

مدیر اعلیٰ متکلم اسلام، سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے نماز کے موضوع پر ایک جامع اور باحوالہ کتاب بنام ”نماز اہل السنۃ والجماعۃ“ ترتیب دی ہے، کتاب خاصی اہمیت کی حامل ہے افادہ عام کی غرض سے ماہنامہ الفقیہ میں اس کو قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔ پہلی قسط ملاحظہ فرمائیں!

## اوقات نماز

### فجر کا وقت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ.

(صحیح مسلم ج 1 ص 223 باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: نماز صبح کا وقت صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا..... وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِينَ يَطْلُعَ الْفَجْرُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِينَ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

(جامع الترمذی ج 1 ص 39، 40 ابواب الصلوة باب نمبر 2 بلا ترجمہ، مسند احمد ج 7 ص

## الفقیہ

**ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک نماز کے اوقات کے لئے اول اور آخر ہے۔ فجر کے وقت کی ابتداء طلوع فجر سے ہے اور اس کا آخر وقت طلوع آفتاب تک ہے۔

### ظہر کا وقت:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوِيلِهِ مَا لَمْ تَحْضِرِ الْعَصْرُ

(صحیح مسلم ج 1 ص 223 باب اوقات الصلوات الخمس)

**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کا وقت اس وقت سے ہے جب سورج ڈھل جائے اور انسان کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے (اور اس وقت باقی رہتا ہے) جب تک کہ عصر کا وقت نہ آجائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَاهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا أَخْبَرُكَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ .

(موطا امام مالک ص 5، 6 وقوت الصلوة)

**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن رافع رحمہ اللہ وام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں، نماز ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہاری مثل ہو جائے اور عصر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے دو مثل ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز ظہر کا وقت تو زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے لیکن نماز مؤخر کر کے پڑھنی چاہئے اور آخری وقت مثلیں تک ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے۔



## عصر کا وقت:

نماز ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 82، باب من ادرك من الصلاة ركعة) صحیح مسلم ج 1 ص 221 باب  
من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادرك تلك الصلوة)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر پالی۔

## مغرب کا وقت:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْرٍ وَبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 223 باب اوقات الصلوات الخمس)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 228 باب بیان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس، صحیح  
البخاری ج 1 ص 79 باب وقت المغرب)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نماز مغرب ادا فرماتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردہ میں چھپ جاتا۔  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے:

ثُمَّ أَكْنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ أُذْهِبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ج5 ص122 رقم الحديث 6787، مجمع الزوائد للهيثمی ج2 ص42 باب بیان الوقت، رقم الحديث 1686)

ترجمہ: پھر عشاء کی اذان کہے جب دن کی سفیدی چلی جائے اور وہ شفق ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جس میں حضرت جبریل علیہ السلام کے نماز پڑھانے کا ذکر ہے۔ اس میں ہے:

وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الْأَفَقُ۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص63 باب فی المواقیات، صحیح ابن حبان ص492 ذکر البیان بأن المصطفی لم یسفر بصلوة الغداة رقم الحديث 1494)

ترجمہ: اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء اس وقت پڑھتے جب افق سیاہ ہو جاتا۔

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہو جاتا ہے اور شفق ابیض (سفیدی) کے ختم ہونے تک رہتا ہے۔

## عشاء کا وقت

عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے سے طلوع فجر تک رہتا ہے:

امامت جبریل علیہ السلام والی حدیث جس میں یہ الفاظ ہیں:

وَصَلَّى فِي الْعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص62 باب فی المواقیات)

ترجمہ: اور حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہو گئی تھی۔

عَنْ عَبْدِ بْنِ جُرْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا إِفْرَاطُ صَلَوةِ الْعِشَاءِ؟

قَالَ: طُلُوعُ الْفَجْرِ۔ (شرح معانی الآثار ج1 ص118 باب مواقیات الصلوة)

ترجمہ: حضرت عبید بن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عشاء کا آخری وقت کون سا ہے؟ فرمایا طلوع فجر۔

## مستحب اوقات

### فجر کا مستحب وقت:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَصْفَرُ وَأَبْيَضُ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ لِلْأَجْرِ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 40 باب ما جاء في الاسفار بالفجر، سنن ابی داؤد ج 1 ص 67 باب في وقت الصبح، سنن النسائي ج 1 ص 94 باب الاسفار)

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: فجر خوب اجالا کر کے پڑھا کرو کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

### نوٹ:

امام محدث جمال الدین محمد ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزلیعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مضمون کی احادیث حضرت رافع بن خدیج، حضرت بلال، حضرت انس، حضرت قتادہ بن نعمان حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حواء الانصاریہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ (نصب الراية للزيلعي ج 1 ص 304)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ: أَصْفَرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَرَى الْقَوْمَ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ۔

(مسند ابی داؤد الطيالسی ج 1 ص 511 حدیث 1001، المعجم الكبير للطبرانی ج 3)

**ترجمہ:** حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: صبح کی نماز روشنی میں پڑھا کرو یہاں تک کہ لوگ روشنی کی وجہ سے اپنے تیر اندازی کے نشان دیکھ لیں۔

## نماز ظہر کا مستحب وقت

گرمیوں میں نماز ظہر کا مسنون وقت:

عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 77 باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

**ترجمہ:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔

عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا  
اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

(صحیح البخاری ج 1 ص 77 باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، سنن ابی داؤد ج 1 ص 64 باب فی

وقت صلوة الظہر، صحیح مسلم ج 1 ص 224 باب استحباب الابراد بالظہر، سنن النسائی ج 1 ص 87

الابراد بالظہر۔۔ جامع الترمذی ج 1 ص 40 باب ما جاء فی تأخیر الظہر فی شدۃ الحر۔ سنن ابن ماجہ

ج 1 ص 49 باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

**ترجمہ:**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھ لیا کرو، کیوں کہ گرمی کی شدت

جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔“

نوٹ:

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مضمون (ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے) کی احادیث حضرت ابوسعید، حضرت ابوذر، حضرت ابن عمر، حضرت مغیرہ، حضرت صفوان، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔  
(جامع الترمذی ج 1 ص 40)

## سردیوں میں نماز ظہر کا مستحب وقت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَتَرَدَّ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ جَلَّ.

(سنن النسائي ج 1 ص 87 باب تعجيل الظهر في البرد، صحيح البخاري ج 1 ص 124 باب اذا اشتد الحر يوم الجمعة)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے موسم میں نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے اور سردی کے موسم میں جلدی ادا فرماتے تھے۔

## عصر کا مستحب وقت:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ.

(جامع الترمذی ج 1 ص 42 باب ما جاء تأخير صلاة العصر، مسند احمد ج 18 ص 286 رقم الحديث 26526)

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم لوگوں سے جلدی پڑھ لیتے تھے اور تم عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلدی پڑھ لیتے ہو۔“

1. عَنْ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 65 باب فی وقت صلوۃ العصر، سنن ابن ماجہ ج 1 ص 46 کتاب الصلوۃ۔ ابواب مواقیت الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کو مؤخر کر کے پڑھتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف رہتا۔

2. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:.... فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَإِنَّهُ وَقْتُ إِلَى أَنْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم نماز عصر پڑھو تو اس کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے۔“  
مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہے کہ عصر کو مؤخر کر کے پڑھا جائے لیکن اتنا مؤخر بھی نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

## فقہی مہارت

ایک دفعہ امام ابو حنیفہ اور امام حماد شریک سفر تھے، پانی موجود نہ تھا۔ اتنے میں عصر کی نماز کا وقت قریب آگیا۔ امام حمادؒ نے تیمم کر کے نماز ادا کی۔ امام صاحبؒ نے نماز نہیں پڑھی بلکہ پانی ملنے کی امید پر نماز کو آخر وقتِ مستحب تک مؤخر رکھا۔ جب آگے چل کر پانی مل گیا تو امام صاحبؒ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ امام صاحبؒ کا فرمانا ہے کہ ایسے آدمی کو جسے آخری وقت تک پانی ملنے کی امید ہو نماز کو مؤخر کر دینا چاہئے۔ امام حمادؒ نے امام صاحبؒ کے اس اجتہاد کی تعریف کی۔ یہ امام صاحبؒ کا اپنے استاد سے پہلا اختلاف تھا اور یہی پہلا اجتہاد تھا جو درست اور صحیح ثابت ہوا۔

(کمالات امام ابو حنیفہ ص ۲۸۵)



## امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار

رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام مورخہ 11 دسمبر کو لاہور کے ایک مقامی ہوٹل میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کی عظیم علمی مذہبی اور روحانی شخصیات نے شرکت کی۔

چونکہ یہ سیمینار ولی کامل خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کی یاد میں تھا اس لیے بطور خاص حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے اور اجل خلفاء بھی رونق افروز تھے۔ قابل ذکر مندوبین کے نام یہ ہیں۔

علامہ خالد محمود، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس گھسن، صاحبزادہ رشید احمد، مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا محب اللہ آف لورالائی، مولانا عبد الغفور آف ٹیکسلا، مولانا محمد طیب حنفی، مولانا محب النبی، مولانا عبد الشکور حقانی، مولانا عابد جمشید، سید سلمان گیلانی، مولانا مقصود احمد حنفی، مولانا امجد سعید، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مولانا عبد العزیز۔ وغیرہ

المعروف مذہبی شخصیت مولانا زاہد الراشدی نے مولانا محمد الیاس گھسن اور ان کی جماعت کی خدمات کو سہراتے ہوئے کہا۔

بحیثیت تاریخ کا طالب علم ہونے کے ایک سوال کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو چیف جسٹس کا عہدہ سونپنے پر مجبور کیا گیا امام موصوف نے نہ صرف اس سے انکار کر دیا بلکہ جیل جانا گوارہ کر لیا اور وہیں سے آپ کا جنازہ نکلا جبکہ دوسری طرف امام موصوف کے شاگرد خاص امام ابو یوسف نے قاضی القضاۃ کے عہدے کو قبول کر لیا۔ آخر کیوں؟

اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا اڑھائی سالہ دور حکومت دیکھا اس کے بعد جب یزید بن عبد الملک تخت نشین آراہو تو اس نے کہا عمر بن عبد العزیز فریب خوردہ شخص تھا اپنے عمل کو حکم جاری کیا کہ آج سے جیسے تین سالہ پہلے کی حالت تھی دوبارہ وہی حالات پیدا کیے جائیں چنانچہ ایسا ہوا بھی لوگ دوبارہ اسی ابتاری کا شکار ہو گئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو دو بنیادی کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے جس سے اسلامی ریاست قائم کی جاسکتی تھی وہ دو بنیادی کام قانون سازی اور افراد سازی کے تھے شریعت کو قانون کی شکل دینے کے لیے پرائیویٹ سطح پر ایک ادارہ قائم کیا جس میں مختلف الانواع علوم وفنون کے ماہرین بٹھائے اور باہمی مباحثے کرائے محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 80 ہزار دفعات پر مشتمل عملی قوانین مرتب فرمائے، اسی طرح قانون سازی بھی کی گویا فقہ اسلامی کے پہلے مدون امام اعظم ابو حنیفہ ہیں۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ پہلا اسلامی دستور کس نے مرتب کیا؟ وہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف ہیں جنہوں نے ہارون الرشید کی درخواست پر دستور اسلامی مرتب کیا، اس کے بعد کام تھا افراد سازی امام ابو حنیفہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے تلامذہ کو جمع فرمایا اور کہا کہ میں نے تم کو تیار کر دیا ہے اب تم میں سے 40 تو ایسے ہیں جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور 10 ایسے ہیں جو قاضی بنانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اب تم اٹھو اور سارے عالم میں انصاف و عدل کی بہاریں چلا دو۔ چونکہ قانون سازی اور افراد سازی کے لیے محکمہ قضا سے دور رہنا حکمت و دانش کا تقاضا بھی تھا اور مجبوری بھی تھی اس لیے خود علمی کام میں مصروف رہے اور امام ابو یوسف کو چونکہ تیار کر لیا تھا اس لیے وہ چیف جسٹس بن گئے۔

مولانا زاہد الرشیدی نے مزید کہا: اگر آج امام ابو حنیفہ آجائیں تو وہ تمام دینی و سیاسی تحریکات کی اصلاح اور سرپرستی کریں گے اور معاشرے سے کرپشن کو بالکل ختم کر دیں گے علمی دنیا میں اجتماعی شورائی کمیٹی تشکیل دیں گے۔

سفیر احناف متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے تمام حضرات مندوبین اور شرکاء سیمینار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہمارے بارے میں یہ غلط مشہور کیا جا رہا ہے ہم اللہ اور اس کے رسول کے ذکر کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں انہوں نے سختی سے اس کا رد کیا کہ واللہ بخدا ایسی بات بالکل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر میں ان کی اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں ان کی اطاعت کرو واللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فقہاء کے حوالے کیا مجتمہ کبیر طبرانی میں موجود ہے حضرت علی نے سوال کیا یا رسول اللہ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے جس بارے میں نہ تو کرنے کا حکم ہو اور نہ ہی چھوڑنے کا ذکر ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تشاورون الفقہاء تم فقہاء سے مشاورت کرو۔

اس لحاظ سے تدوین فقہ کا سہرا چونکہ امام ابو حنیفہ کے سر پر تھا وہ سید الفقہاء ہیں روضہ رسول کے سامنے جو ستون ہیں ان پر امام ابو حنیفہ کا نام کندہ ہے ہم وطن عزیز پاکستان بلکہ پوری دنیا میں امام ابو حنیفہ کی تعلیمات کا پرچم لہا رہے ہیں اور کثیر تعداد میں لوگ روز بروز اس کے سائے تلے جمع ہو رہے ہیں امام ابو حنیفہ وہ عظیم المرتب شخصیت ہیں جن کو معاصرین فقہاء اور بعد میں آنے والے جلیل القدر محدثین اور فقہاء نے خراج عقیدت پیش کیا ہے؟

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں اگر وہ اس لکڑی کے ستون کو سونا کا ثابت کرنا چاہے تو دلائل کی قوت سے اسے ثابت کر سکتا ہے اور وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان موجود ہے کہ اگر کوئی شخص دین کی تفقہ حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب سے حاصل کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عیال ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم و روع اور تقویٰ کے جس مقام پر ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے وہاں دنیا کا کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔

انہوں نے کہا کہ علم کی دنیا میں ہم نے امام ابو حنیفہ کے دلائل کو ترجیح کے ساتھ مانا ہے اور ان کا دفاع کرنا بھی ہمارا جانتے ہیں۔ جماعتی پالیسی کے لحاظ سے انہوں نے کہا کہ ہمارا علمی اور فکری لٹرچر مارکیٹ میں موجود ہے۔ اس موقع پر انہوں نے یاد دلایا کہ بعض مشائخ خصوصاً مولانا مکی حجازی نے مجھے فرمایا کہ نماز کے موضوع پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں شروع تا آخر احادیث سے دلائل احناف کو جمع کر دیا جائے چنانچہ "نماز اہل السنۃ والجماعت" کے نام سے ہم نے ایک کتاب شائع کر دی ہے۔ ہم سال نو جنوری 2012 سے ماہنامہ "الفقیہ" کا اجراء کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت ڈاکٹر علامہ خالد محمود، پی ایچ ڈی آف لندن نے اپنی گفتگو کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔

یورپ اور باہر کی دنیا میں جب ہم اسلام کی نمائندگی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ ہم سے عموماً یہ پوچھتے ہیں قرآن کی ساڑھے چھ ہزار کے قریب آیات اور حذف مکررات کے ساتھ تقریباً دس ہزار احادیث تو محدود ہیں اور زمانے کے مسائل لا محدود ہیں تو اسلام عالمگیر مذہب کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی دو حیثیتیں ہیں منصوصہ اور غیر منصوصہ اللہ تعالیٰ نے فقہاء کو یہ مہارت دی ہے کہ وہ غیر منصوصہ سے مسائل و احکام کا استنباط کر لیتے ہیں گویا یہ علوم کی کنجیاں ہیں جہاں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسائل کا حل نکل آتا ہے اسی کا نام فقہ اور اجتہاد ہے لیکن باقی ائمہ کرام کی رائج فقہوں میں اور امام ابو حنیفہ کی مدون شدہ فقہ میں ایک بنیادی فرق ہے باقی ائمہ کی فقہ فی المسائل ہے اور امام ابو حنیفہ کی فقہ فی الایمان و فقہ فی المسائل دونوں ہیں امام ابو حنیفہ نے اپنے دور کے گمراہ فرقوں کے ساتھ مباحثے اور مناظرے کیے پہلے فقہ اکبر ہے یعنی فقہ فی الایمان پھر فقہ اصغر ہے یعنی فقہ فی المسائل امام ابو حنیفہ کی محنت کا دائرہ کار ایمانیات، عبادات، معاملات اور معاشرت و تجارت وغیرہ پر محیط ہے۔

مولانا فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم نے تمام علماء کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد الیاس گھمن اور ان کی جماعت اتحاد اہل السنۃ والجماعت نے جس طرز پر فقہی اور فکری شعور بیدار کرنے کی تحریک چلائی ہے یقیناً قابل تحسین ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے اسلاف پر اعتماد کر کے آگے بڑھنا ہو گا اسلاف کو برا بھلا کہنا یقیناً ایمان سے محرومی کا باعث ہے قاری محمد طیب حنفی نے کہا؛ امام اعظم کی تعلیمات کو معاشرہ میں عام کیا جائے اس سے جہاں جہالت کا خاتمہ ہو گا وہاں پر دینی شعور بھی بیدار ہو گا۔ "امام اعظم" کا مطلب یہ ہے کہ باقی ائمہ فقہاء مثلاً امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل امام سفیان ثوری وغیرہ جیسے ائمہ کی صف میں امام ابو حنیفہ "امام اعظم" ہیں انہوں نے بڑی سختی سے اس کی تردید کی کہ امام اعظم کو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا امام مانتے ہیں [العیاذ باللہ]

شاعر اسلام سید سلمان گیلانی اور مولانا مقصود حنفی بھی اس سیمینار میں مدعو تھے انہوں نے اپنے منظوم کلام سے امام اعظم کی بارگاہ عالیہ میں خراج عقیدت پیش کیا

احناف میڈیا سروس کے ڈائریکٹر مولانا عابد جمشید رانا نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیٹ کے نقصانات دو طرح کے ہیں فحاشی و عریانی کا فروغ اور عقائد و اعمال کا بگاڑ۔ نام نہاد اسکالرز جنہوں نے اپنے آپ پر مذہب کا لیل چسپاں کیا ہوا ہے آئے دن عقائد و نظریات اور اسلام کے احکامات و نواہی پر عقل نارسا کی وجہ سے اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ اکابر کی سرپرستی میں ہم اس میدان میں بھی مورچہ زن بیٹھے ہیں۔ عنقریب ہم ایک ٹی وی چینل لانچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے لیے ہم نے پیپر ورک مکمل کر لیا ہے اسٹوڈیو کی تعمیر کا کام بھی شروع ہے علاوہ ازیں ہماری چار ویب سائٹس بیک وقت کام کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں امام ابو حنیفہ کا جانشین بنائے اور ان کی فکر، تفقہ، ورع اور خشیت الہی سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

## انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کا حکم

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

**سوال:** چند سالوں سے بعض نجی ٹی وی چینلز اور کیبل آپریٹر حضرات عمومی طور پر انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کی نمائش کر رہے ہیں۔ ”دی میسج“ (The Message) نامی فلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کو چھوڑ کر اس فلم میں تقریباً تمام صحابہ کرام کے نام سے کرداروں کو پیش کیا ہے۔ ۳۱۳ بدری صحابہ کرامؓ بھی بدر کی جنگ میں دکھائے گئے ہیں صحابہ کرام کے ناموں پر کردار اداکاروں نے ادا کئے۔

آج کل ”پیغام پروڈکشن“ نامی ادارے نے انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر فلمائی گئی فلموں کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے پھیلا نا شروع کر رکھا ہے۔ ان فلموں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام کے فرضی کردار پیش کئے گئے ہیں۔ ان فلموں میں کئی مقامات پر نبی کا فرضی کردار کرنے والے کو اے نبی، اے یوسف، اے ابراہیم، اے پیغمبر کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ فرضی کردار بھی کئی مقامات پر اپنے ڈائلاگ سے خود کو اللہ کا پیغمبر کہتے ہیں۔ ان فلموں میں انبیاء علیہم السلام کے ناموں سے جن کرداروں کو دکھایا گیا ہے۔ ان کو بار بار اس طرح پکارا جاتا ہے جیسے کسی عام آدمی کو پکارا جاتا ہے۔ ایک انسان کو حضرت جبرائیلؑ کے نام سے کردار دیا گیا ہے جو کئی بار وحی لاتا دکھائی دیتا ہے۔ نعوذ باللہ



اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام سے بنائے گئے کرداروں پر ٹھٹھہ، پاگل، مجنون کہنا وغیرہ بھی فلما یا گیا ہے۔ ایسی ہی کئی توہین پر مبنی مثالیں ان فلموں میں حد سے زیادہ موجود ہیں۔ آپ سے مندرجہ ذیل سوالات شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب طلب ہیں۔

1. کیا اسلام میں اس بات کی گنجائش ہے کہ انبیاءؑ اور صحابہؓ پر فلمیں یا ڈرامے تیار کئے جائیں ان فلموں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ ناجائز ہیں اور ان کا گناہ کس درجے کا ہے؟ کیا ایسی فلموں کو بنانے والے یا ان کا کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنے والے اسلام کے مجرم ہیں؟ اور شریعت ان پر کیا تعزیر یا گرفت کرتی ہے؟ کیا ایسے لوگوں کو صرف توبہ کرنی چاہیے یا ان کے لئے کوئی سزا مقرر ہے؟

2. فلم بنانے والوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ اس فلم کی تمام دستاویزی بڑی عرق ریزی سے قرآن، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مستند تالیفی حوالہ جات سے تیار کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں کیا فلم کو بنانے، نشر کرنے، فروخت کرنے، یا دیکھنے کی کوئی گنجائش ہے

3. کسی بھی شخص کو چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو فرضی طور پر نبی یا صحابی بنانا اور پھر دیگر فلموں کے کرداروں کی طرح اس شخص سے صحابی کے طور پر ایکٹنگ کرنے اور کروانے کے فعل کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

4. وہ شخص جو اس فلم میں بار بار خود کو نبی یا صحابی کہہ رہا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

5. وہ لوگ یا ادارے جو ان فلموں کی نمائش کر رہے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ ان فلموں کا کاروبار لین دین کسی بھی درجے میں کیسا ہے؟

6. ان فلموں کو دیکھنے والے چاہے وہ اسلامی معلومات کے حصول کی نیت سے دیکھیں یا نیکی اور دینی جذبے کے ساتھ دیکھیں ان کا کیا حکم ہے؟

7. کیا حکومت وقت کو ایسی فلموں پر پابندی لگانا چاہیے؟

8. جو لوگ اس فتنہ کی شدت سے آگاہ ہیں بالخصوص دینی طبقہ سے منسلک ذمہ داران ان کو اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ اور جانتے بوجھتے آنکھیں بند کرنے والے اور اس گناہ پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔

جواب عنایت فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ والسلام  
محمد ہاشم جاوید لاہور

الجواب باسم ملہم الصواب!

انبیاء علیہم السلام کی مقدس زندگیوں پر بنائی گئی فلموں میں ان کی توہین اور بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین کرنا بھی کفر ہے۔ امام محمد بن سحنون المالکیؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے:

”اجمع العلماء علی ان شاتم النبى صلى الله عليه وسلم والمنقص له

کافر... و حکمہ عند الامۃ القتل۔“

(الصارم المسلول لابن تیمیہ ص 7، رد المحتار لابن عابدین ج 6 ص 370)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اور آپ کی توہین کرنے والا کافر ہے، امت کے ہاں اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

حتیٰ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی توہین کی تب بھی کافر ہو جائے گا۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

”ومن عاب النبى عليه السلام بشعر من شعراته فقد كفر۔“

(فتاویٰ قاضی خان ج 4 ص 468)

ترجمہ: جس نے نبی علیہ السلام کے بال مبارک کی توہین کی وہ کافر ہو گیا۔

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر بھی بنائی گئی فلموں میں ان کی توہین ہے اور یہ موجب کفر و ضلال ہے۔ ان فلموں میں بعض امور ایسے ہیں جو بلاشبہ کفر ہیں اور بعض موجب فسق و فجور ہیں، لہذا ان فلموں کو بنانا اور تشہیر کرنا گمراہی ہے۔

## آپ کے سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

1. اسلام میں اس بات کی قطعاً گنجائش نہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر فلمیں تیار کی جائیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی مبارک زندگیوں پر فلم بنانا اشد حرام اور موجب کفر ہے۔ بنانے والے اگر مسلمان ہیں تو اس فعل کی وجہ سے مرتد ہو چکے ہیں، ان کا نکاح ختم ہو چکا ہے۔ ان پر توبہ و استغفار اور تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر فلمیں بنانا بھی موجب کفر و گناہ ہے کیونکہ کسی کو صحابی کہنا کسی کا اپنے آپ کو صحابی کہنا گویا اجراء نبوت کا قول کرنا ہے۔ دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔
2. ان کے اس دعوے کی بھی کوئی حیثیت نہیں، لہذا ایسی فلموں کو بنانا، تشہیر کرنا اور فروخت کرنا سب حرام ہے۔
3. ان فلموں میں مسلمان کا اپنے آپ کو نبی کہنا کسی دوسرے کو نبی بنانا توہین بنی کی وجہ سے کفر ہے، یہ مسلمان مرتد ہو چکا ہے، اس کا ایمان اور نکاح ختم ہو چکا ہے۔ ان پر توبہ و استغفار اور تجدید ایمان و نکاح لازم ہے، اور جو شخص اپنے آپ کو صحابی یا دوسرے کو صحابی کہتا ہے وہ بھی فاسق و فاجر اور مرتد ہو گیا ہے کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کیا ہے کہ غیر نبی کو نبی کہہ کر اپنے آپ کو صحابی کہا یا دوسرے کو صحابی بنایا۔ اس پر بھی توبہ و استغفار کے ساتھ تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔
4. اس کا جواب نمبر 3 کے تحت گزر چکا ہے کہ اپنے آپ کو نبی کہنے والا بوجہ توہین نبوت مرتد ہو چکا ہے اور صحابی کہنے والا بھی مرتد ہو چکا ہے۔
5. ان اداروں کا کاروبار ناجائز ہے، آمدن حرام محض ہے۔

6. ان فلموں کو اسلامی معلومات کے لیے دیکھنا عوام کے لیے جائز نہیں، محقق علماء کے لیے بغرض تحقیق دیکھنے کی گنجائش ہے۔ البتہ ثواب کی نیت سے دیکھنا قطعاً حرام ہے۔
7. حکومتِ وقت کو ان فلموں پر پابندی لگانی چاہیے اور ایسی فلمیں بنانے والوں اور ان کے نشر کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دینی چاہیے تاکہ آئندہ کوئی بھی اس توہین و گستاخی کی جرأت نہ کر سکے۔
8. مذہبی و غیر مذہبی ہر فرد و تحریک کا فریضہ ہے کہ وہ ان فلموں کے بنانے اور نشر کیے جانے کے خلاف تحریک چلائیں اور حکومت و وقت سے اس کے اسناد کے لیے پرزور مطالبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

## امام صاحب کی فقاہت

مولانا مجیب الرحمن

مختص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک مرتبہ سبق پڑھا رہے تھے۔ ایک عورت آئی اس نے سیب پیش کیا اور چھری بھی۔ آپؐ نے سیب کو دو ٹکڑے کیا اور چھری واپس کر دی۔ اب حاضرین سوچنے لگے کہ ہدیہ آیا ہے اور حضرت نے قبول نہیں کیا، خواہ مخواہ واپس کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہدیہ دینے نہیں آئی تھی بلکہ مسئلہ پوچھنے آئی تھی۔

حاضرین حیران ہو گئے کہ نہ اس نے زبان سے کچھ کہا اور نہ حضرت نے کچھ بتایا۔ یہ کون سا مسئلہ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ عورت جب ناپاک ہوتی ہے تو خون کئی رنگ تبدیل کرتا ہے۔ کبھی مثالیہ، کبھی سیاہ، کبھی زرد ہو جاتا ہے اور سیب کے باہر یہ سب رنگ ہوتے ہیں۔ لیکن وہ پاکی کا رنگ پوچھنا چاہتی تھی کہ کب نماز پڑھنا شروع کرے اور اندر صرف سفید رنگ ہوتا ہے اس لئے میں نے سفید رنگ نکال کر چھری اور سیب واپس کر دیا۔

(حدائق الجنۃ ص ۶۹)

### محدث کبیر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اکمل حفظہ اللہ

حدیث اور محدثین کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی بعثت انبیاء علیہم السلام کی تاریخ۔ امم سابقہ کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے آسمانی کتب ملتی رہیں اور اس امت کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے قرآن ملا۔ قرآن و حدیث جمع ہوئے تو تعلیمات اسلامی کا آغاز ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اول ”إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ (علق: ۱)

غارِ حراء میں آئی تو آپ نے اس کی خیرام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو دی۔ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر و حدیث کو ورقہ بن نوفل کے سامنے بیان کیا تو یہیں سے امت محمدیہ میں حدیث اور محدثین کا آغاز ہوا۔ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کا آغاز اسی باب

”کیف کان بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم“

سے کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز کیسے ہوا؟

یہ وحی کا پہلا دن تھا اور یہیں سے حدیث اور محدثین کا بھی آغاز ہوا۔ یہ بات بالکل صحیح اور تاریخی ہے کہ حدیث و محدثین اور بعثت نبوی کی تاریخ ایک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں روایت حدیث کی تاکید ”فیبلغ الشاهد الغائب“ کے الفاظ سے فرمائی۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیتے

تھے، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتے ہی پوری محنت، خلوص، شوق محبت اور انتہائی احتیاط کے ساتھ اس علم نبوی کو دوسروں تک پہنچانا شروع کر دیا۔ ان پاکیزہ شخصیات اور محتاط محدثین میں سے ایک شخصیت صاحب السواک والنعلین، خادم رسول، فقیہ الامت، قاری و مفسر قرآن محدث کبیر امام ربانی سیدنا عبداللہ بن مسعود الہذلی المکی، المہاجر، البدری، الکوئی رضی اللہ عنہ کی ہے جن کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

## نام و نسب:

نام عبداللہ، کنیت ابو عبدالرحمن اور قبیلہ ہذیل سے تعلق رکھتے تھے۔

پورا نسب یوں ہے: عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمع بن فار ابن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ابو عبدالرحمن الہذلی۔

(اسد الغابہ لابن الاثیر الجزری ج ۳ ص ۱۶۷، الاصابہ لابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۱۱۲۲، سیر اعلام

النبلاء للذہبی ج ۳ ص ۲۰۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ بعض روایات کے مطابق چھٹے فرد ہیں جو حلقہ اسلام میں داخل ہوئے (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۶۷، الاصابہ ج ۲ ص ۱۱۲۳، سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۰۶) ایک اور روایت کے مطابق آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دارار قم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۳ ص ۲۰۷)

## اسلام لانے کا سبب:

امام ابن العباد الحنبلی ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے آپ کے اسلام لانے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آپ عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایاں کرتے تھے۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔



آپ بکریاں چراہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے غلام! کیا تمہارے پاس دودھ والی بکری ہے؟“ عرض کیا: ”جی ہاں، لیکن مجھے اجازت نہیں۔ یہ بکریاں امانت ہیں۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی بکری لے آؤ جو دودھ نہ دیتی ہو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ایسی بکری لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شیر دان پہ ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو دودھ اتر آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے، اس میں دودھ نکالا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو دودھ پینے کا فرمایا، پھر خود پیا اور عبداللہ بن مسعود کو بھی پلایا۔ عبداللہ بن مسعود آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر بول پڑے کہ مجھے بھی یہ بات یا اس قرآن سے سکھا دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر کو مسلا اور فرمایا ”انک غلام معلم“ (تو ایسا نوجوان ہے جو سیکھنے کے لائق ہے۔)

قبول اسلام کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کلام اللہ اور کلام رسول اللہ کو ایسا سیکھا کہ امت کے امام بن گئے۔

خود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ستر سورتیں سیکھی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے والے سب سے پہلے شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود ہیں۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۶۷، سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۰۸)

## حلیہ مبارک:

حضرت عبداللہ بن مسعود چھوٹے قد، گندمی رنگ، باریک پنڈلیوں، کمزور اور لطیف جسم والے لیکن علم کے کوہ گراں تھے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو پھل لانے کے لئے درخت پر چڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود درخت پر چڑھے۔ صحابہ کرام ان کی پنڈلیاں دیکھ کر ہنس پڑے۔ تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عبداللہ کی ٹانگ قیامت کے دن میزان میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوں گی“  
(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۲، حدیث: ۱۵۵۶۱ کتاب المناقب)

**حضرت عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں:**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”وما حدثکم ابن مسعود فصدقہ“  
(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۲۰ مناقب عمار بن یاسر)  
کہ عبداللہ بن مسعود تمہیں جو بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تمسکوا بعہد ابن مسعود“  
(جامع الترمذی ج ۲ ص ۷۰۱ مناقب عبداللہ بن مسعود)  
کہ عبداللہ بن مسعود کے پختہ عزم کو تھام لو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اقرأ القرآن من اربعة نفر من ابن امر عبد فبدأ به۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹۴، جامع الترمذی ج ۲ ص ۷۰۱)

کہ قرآن چار آدمیوں سے پڑھو، ان چار میں سے پہلا نام حضرت عبداللہ بن مسعود کا لیا۔

حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من احب ان يقرأ القرآن غضاً كما انزل فليقرء على قراءة ابن امر عبد“

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱، حدیث: ۱۵۵۵۶، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۴۹، حدیث: ۵۳۴۱)

کہ جس شخص کو پسند ہو کہ وہ قرآن اس لہجے میں پڑھے جس لہجے میں نازل ہوا تو

وہ عبداللہ بن مسعود کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ حضرت علی المرتضیٰ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو كنت مؤمراً احداً من غير مشورة لامرت ابن امر عبد۔ (جامع الترمذی ج ۲ ص ۷۰۱)

اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔

### حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

مولانا محمد عبد اللہ معتمد حفظہ اللہ

قصبہ نانوتہ، کاندھلہ، دیوبند اور تھانہ بھون مشہور علمی مراکز ہیں۔ یہاں خاندان شیوخ فاروقی، صدیقی، عثمانی اور انصاری آباد تھے۔ یہ قصبہ ہمیشہ سے بزرگوں اور مشائخ کے مسکن رہے ہیں۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا مولد اور وطن عزیز قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور ہے جو دیوبند سے بارہ میل مغربی جانب واقع ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ تاریخی نام خورشید حسین اور تاریخ پیدائش شعبان ۱۲۴۸ھ ہے۔ والد کا نام شیخ اسد علی بن غلام شاہ ہے، جو نہایت پرہیزگار، صاحب اخلاق اور صوم و صلوة کے پابند تھے۔

آپ بچپن ہی سے ذہین، محنتی اور سعادت مند تھے۔ تعلیم کے دوران ہمیشہ اپنے ساتھیوں میں نمایاں رہے۔ آپ نے قصبہ دیوبند میں فارسی، عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور محدث حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددیؒ الحنفیؒ سے حدیث شریف کا دورہ پڑھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مولانا احمد علی سہارنپوریؒ الحنفیؒ کے کتب خانے ”مطبع احمدی“ میں کتابت کا کام شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا حکیم محمد صادق مراد آبادیؒ اور مولانا فیض الحسن گنگوہیؒ وغیرہ کو آپ نے زمانہ کتابت میں حدیث کی اکثر کتابیں پڑھائیں۔ اسی زمانہ میں مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے بخاری شریف پر حاشیہ لکھنے کا کام شروع کیا تھا۔ چوبیس پاروں کا حاشیہ تو حضرت

سہارنپوری نے مکمل کیا تھا، آخر کے چھ پارے رہ گئے تھے۔ وہ انہوں نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ذمے لگا دئے۔ مولانا نے ان کو لکھا اور قابل رشک لکھا۔

اس دوران آپ نے شیخ المشائخ، مجاہد کبیر حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے تصوف کی راہ اختیار کی۔ ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم و معارف میں وہ مقام حاصل کر لیا جو ان کے زمانے میں واہب حقیقی نے ان کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی علمی قابلیت اور تقویٰ بے مثل و بے نظیر تھا۔ آپ کے مرشد حضرت حاجی صاحبؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا: ”ایسے لوگ کبھی پہلے زمانے میں ہوا کرتے تھے، اب مدتوں سے نہیں ہوتے۔“ ایک موقع پر حضرت حاجی صاحب نے یہ بھی فرمایا: ”اللہ اپنے بعض بندوں کو ایک لسان عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شمس التبریز کے واسطے مولانا روم کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولانا محمد قاسم عطا ہوئے جو میرے قلب میں آتا ہے بیان کر دیتے ہیں۔“ ایک مرید کے لئے مرشد کا یہ خراج تحسین بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

حضرت نانوتویؒ نے طالب علمی کے زمانے میں بہت سے خواب دیکھے تھے جو آنے والے دور میں ان کی خدمات اور رفیع درجات کی طرف مشیر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشریٰ و خوشخبری تھے۔ چنانچہ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جو مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ہم وطن، رفیق درس اور ہم زلف بھائی تھے، فرماتے ہیں:

”ایام طالب علمی میں مولوی (محمد قاسم) صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے ہزاروں نہریں جاری ہیں۔ انہوں نے یہ خواب جناب والد صاحب (یعنی حضرت مولانا مملوک علیؒ) سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا“

(سوانح مولانا قاسم ص ۹)

آپ کا یہ خواب از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کی شکل میں شرمندہ تعبیر ہوا۔ اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ دارالعلوم دیوبند اور اس کی دیگر سینکڑوں شاخوں سے قرآن و حدیث، فقہ اور علم دین کی جو نشر و اشاعت ہوئی اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ توحید و رسالت، خدا خونی اور فکر آخرت پیدا کر کے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسانوں کو باخدا بنا دیا۔ معاشرتی و تمدنی زندگی میں حقوق العباد کا صحیح جذبہ پیدا کیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے حال کو ماضی سے جوڑ دیا۔ برصغیر پاک و ہند میں قدم جمانے کے بعد فرنگیوں نے مختلف ہتھکنڈوں سے دوسرے مذاہب کو پامال کرنے اور عیسائیت کو پھیلانے کے لئے کوششیں شروع کیں تو اس کی مدافعت اور مزاحمت کے لئے مسلمانوں کی ایک انقلابی جماعت تیار ہو گئی۔ حاجی صاحب کے رفقاء کار میں سے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حافظ ضامن تھانوی شہیدؒ وغیرہ شامل تھے۔ جہادِ حریت کے کارکن ہونے کی وجہ سے فرنگی حکومت نے حضرت نانوتویؒ کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا۔ احباب کے اصرار پر آپ تین دن تک روپوش رہے۔ تین دن کے پورے ہوتے ہی یکدم باہر نکل آئے اور آزادانہ چلنے پھرنے لگے۔ لوگوں نے پھر روپوش ہونے کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ تین دن سے زیادہ روپوش رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں تین دن تک روپوش رہے۔

حضرت نانوتویؒ نے جس طرح دشمنانِ اسلام کے خلاف سیف و سنان سے جہاد کیا، عمر کے آخری دور میں قلم و لسان کے جہاد کا فریضہ بھی اس خوبی کے ساتھ ادا کیا کہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک حجت اور دستاویز چھوڑ گئے۔ اسی جذبہ جہاد نے ہی حضرت کے ذمے احقاقِ حق کی ذمہ داری لگائی تھی۔ اہل تشیع سے مباہلے کئے، دلائل سے لبریز خطوط لکھے۔ فرقہ اہل حدیث کو راہِ راست پر لانے کے جذبے سے ان کو ہر طرح کی فہمائش کی، بریلوی مکتب فکر کے طبقہ کی اصلاح کے لئے سنت و بدعت کی حقیقت واضح

فرمائی۔ اس سلسلے کا ایک واقعہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی زبانی نقل کرنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ایک مرتبہ حضرت نانوتویؒ قاضی پور گاؤں تشریف لے گئے۔ اتفاق سے دس محرم کا دن تھا۔ روافض نے حضرت کو اپنی مجلس میں آنے کی دعوت دی۔ حضرت نے فرمایا کہ منظور ہے مگر اس شرط پر جب آپ مجلس میں وعظ کریں گے تو ہمیں بھی کچھ کہنے کی اجازت ہوگی۔ اس پر وہ آمادہ نہ ہوئے اور وہیں کچھ مذہبی گفتگو کرتے ہوئے حضرت سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ بیداری میں ہم کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمادیں کہ آپ حق پر ہو تو ہم اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہو جائیں گے۔ حضرت نانوتوی نے فرمایا کہ ”اگر تم اپنی کہی ہوئی بات پر پختہ ہو تو میں بیداری میں زیارت کرانے کے لئے تیار ہوں“ مگر روافض حضرت کے اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے اور اپنے مطالبہ سے رجوع کر لیا۔ اس قسم کے واقعات ہر مرحلہ پر ملیں گے۔ جو یقیناً اس حدیث کا مصداق ہیں:

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَكَبَّرَهُ. (الصحيح للبخاری رقم الحدیث 2703)

اسلام کے اس جرنیل نے دیگر فتنوں کے تعاقب کے ساتھ ساتھ عیسائیت اور آریہ دھرم کے خلاف بھی مناظرانہ جہاد کیا۔ ۱۸۷۸ء میں شاہ جہان پور میں عیسائی پادری اسکاٹ اور نولس کے ساتھ دلائل ثقلیہ و عقلیہ میں ایسی صحیح اور قطعی دلیلیں پیش کیں کہ ان پادریوں کو بھی تحریف و منسوختِ انجیل کا قائل ہونا پڑا۔ اس موقع پر ہندو رہنما ”منشی پیارے لال“ نے کہا کہ مولوی محمد قاسم کے کیا کہنے؟ ان کے دل پر علم کی سرستی (دیوی) بول رہی تھی۔ قلم و قرطاس کی نعمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت نانوتوی کو انتہاء درجے کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت نانوتوی جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور

ہی برہنہ پالچلتے رہے۔ آپ کے دل اور ضمیر نے اجازت نہ دی کہ دیار حبیب میں جو تاپہن کر چلے حالانکہ وہاں سنگریزوں اور نوکیلے پتھروں کی بھرمار تھی۔ (سوانح قاسمی ج ۳ ص ۶۱)

درس و تدریس اور تبلیغ و ارشاد کے علاوہ آپ نے متعدد کتابیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ آپ کی لکھی گئی کتابوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کیا جائے اور نام نہ لکھا جائے تو یہی کہا جائے گا کہ یہ کتابیں امام رازیؒ یا امام غزالیؒ کی لکھی ہوئی ہیں۔ (نقص الاکابر ص ۱۵۴)

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

1. تقریر دلپذیر: اسلام کے اصول پر جامع مانع تقریر
2. تحذیر الناس: زمینوں کے سات ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر عجیب بحث
3. آب حیات: حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نفیس بحث
4. قبلہ نما: جہت کعبہ سے شرک کا ایہام اور اس کا شافی جواب
5. توثیق الکلام: مسئلہ ترک قراءت خلف الامام پر محققانہ بحث
6. الدلیل المحکم: اجرت تعلیم کے متعلق فتویٰ
7. انتصار الاسلام: آریوں کے مقابلہ میں اسلامی اصول کی فلاسفی
8. ہدیۃ الشیعہ: شیعہ عقائد پر مفصل بحث
9. اجوبہ اربعین: تحذیر الناس پر علماء رامپور کے اعتراضات کا جواب وغیرہ

۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ مورخہ اپریل ۱۷۷۹ء بروز جمعرات بعد از نماز ظہر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اس دارفانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اس ہستی پر جس نے بادہ عرفان مصطفیٰ سے تشنہ لبوں کو سیراب کیا۔

## الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی

مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ

ارباب علم و دانش پر یہ بات مخفی نہیں کہ علم فقہ در حقیقت فہم قرآن و حدیث کا نام ہے، کوئی الگ چیز نہیں بلکہ قرآن و حدیث ہی کا ثمرہ ہے۔ جیسے مکھن اور گھی دودھ ہی سے بنتے ہیں، دودھ ان کے لئے اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، ایسے ہی فقہ کا ماخذ اور بنیاد قرآن و حدیث ہیں۔

مذہب اربعہ (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے فقہاء کرام نے اپنے اپنے مذہب پر بے شمار کتب تصنیف کی ہیں، مگر جو بے پناہ مقبولیت اور عالمگیر شہرت اللہ تعالیٰ نے فقہ حنفی کو عطاء فرمائی وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ صدیوں تک فقہ حنفی کا سکہ چلتا رہا۔ آج بھی خطہ ارضی پر نظر کی جائے تو احناف اور فقہ حنفی کی مقبولیت کسی سے ڈھکی چھپی نہ رہے گی۔ یہ فقہ حنفی کے مستحکم اور معتدل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

فقہ حنفی کی کتب مختلف ادوار میں تحریر کی گئیں جو وقت تصنیف سے اب تک مشہور و متداول ہیں۔ ان میں سے ایک اہم کتاب ”الہدایہ“ ہے۔ ماہنامہ ”الفقیہ“ میں ”تعارف کتب فقہ“ کے تحت سب سے پہلے ہدایہ کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

تعارف ”الہدایہ“ :

ہدایہ در اصل ”بدایۃ المبتدی“ کی شرح ہے۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانیؒ (م 593ھ) نے ابتداء کتاب ”جامع الصغیر“ اور ”مختصر القدوری“ سے مسائل کا انتخاب کر کے ”بدایۃ المبتدی“ نامی کتاب تصنیف کی تھی۔ پھر اس کی شرح ”کفایۃ المنتہی“



کے نام سے اسی (۸۰) ضخیم جلدوں میں لکھی۔ یہ شرح چونکہ بہت طویل تھی اس لئے مختصر شرح لکھنے کا اہتمام فرمایا اور اس کا نام ”ہدایہ“ تجویز کیا۔ یہ چار جلدوں میں ہے۔ پہلی دو جلدیں ”اولین“ اور آخری دو جلدیں ”آخرین“ کہلاتی ہیں۔ علامہ موصوف نے تیرہ سال کے عرصہ میں ہدایہ تصنیف کی اور اس مدت میں سوائے ایام منہیہ (جن ایام میں روزہ رکھنا شرعاً ممنوع ہے) کے آپ ہمیشہ روزہ دار رہے۔ (حدائق الحنفیہ ص ۲۶۰ طبعاً)

## اسلوب کتاب:

صاحب ہدایہ نے ”الہدایہ“ میں چند چیزوں کا اہتمام فرمایا ہے:

- 1: بیان مسائل میں فقہ کی عمومی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، یعنی عبادات، معاملات، معاشرت اور عقوبات کو بیان فرمایا ہے۔
- 2: مصنف کا انداز بیان نہایت سلیس، شگفتہ اور فصیح و بلیغ ہے، عربی ادب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب عربی ادب کا ایک شاہکار بھی ہے۔
- 3: مسائل کے ثبوت کے لیے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ سے استدلال کیا ہے۔
- 4: مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں تین قسم کے عنوانات کا اہتمام فرمایا ہے۔ کتاب، باب اور فصل۔ کتاب کے تحت مختلف اجناس، باب کے تحت مختلف انواع اور فصل کے تحت ایک ہی نوع کے مسائل ذکر کرتے ہیں۔
- 5: ”الہدایہ“ کی ایک انفرادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے مسائل کو عقلی و نقلی ہر دودلائل سے ثابت کیا ہے، اس اعتبار سے یہ کتاب دیگر کئی کتب پر فائق ہے۔

6: مصنف رحمہ اللہ پہلے متن ”بدایۃ المبتدی“ ذکر فرماتے ہیں جو ”جامع الصغیر“ اور ”مختصر القدوری“ کے مسائل کا انتخاب ہے، پھر اس کی جامع مانع شرح کرتے ہیں۔

7: مصنف کا عمومی طرز یہ ہے کہ حضرات فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال بیان کر کے ان کے دلائل کو ذکر فرماتے ہیں۔ جو قول ان کے نزدیک راجح ہوتا ہے اسے آخر میں ذکر کرتے ہیں اور اس کی دلیل بھی آخر میں ذکر کرتے ہیں جو دیگر دلائل کا جواب ہوتی ہے۔

## ہدایہ کی مقبولیت و اہمیت:

ہدایہ فقہ حنفی کی نہایت مشہور، معتبر اور جامع کتاب ہے۔ اپنی جامعیت، کثرت مسائل، حسن ترتیب اور منفرد اسلوب بیان کے لحاظ سے انفرادی خصوصیت کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں سے پاک و ہند کے مدارس دینیہ کی زینت بنی ہوئی ہے۔ اس کی شان و شوکت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جو لوگ علم فقہ کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اور فقہ حنفی سے ان کا عناد ضرب المثل ہے ان کے مدارس میں بھی ہدایہ بطور نصاب شامل ہے۔  
والفضل ماشہدت بہ الاعداء۔

## شروحات و تراجم:

ہدایہ کی اہمیت و مقبولیت کے پیش نظر اس کی بہت سی شروح لکھی گئیں اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا گیا۔ ذیل میں چند معروف شروح، تراجم، حواشی اور تنحارج کا مختصر سا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

## شروحات:

1: العنایہ شرح الہدایہ از شیخ اکمل الدین محمد بن محمود الباری (م 786ھ)

2: البنایہ شرح الہدایہ از علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی (م 855ھ)

۳: فتح القدير للعاجز الفقير از شيخ كمال الدين محمد بن عبد الوهاب المعروف به ابن الهام  
الحنفي (م 861ھ)

ترجم:

۱: عين الهداية (اردو).... مولوی امیر علی صاحب۔ مترجم غیر مقلد تھے اور مولوی  
نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ موصوف نے ترجمہ میں جگہ جگہ حنفی مسلک کے خلاف  
زہر اگلا ہے۔ اصل کتاب دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مولانا پہلے ترجمہ کرتے ہیں،  
پھر ”ف“ کی سرخی لگا کر تشریح کرتے ہیں اور اسی تشریح میں اپنا مقصد پورا کر جاتے ہیں۔

۲: سراج الہدایہ (اردو).... یہ ترجمہ مولانا محمد مالک کاندھلوی اور ان کے چھوٹے  
بھائی مولانا محمد میاں نے مل کر کیا ہے اور احادیث کی تخریج ان کے والد محترم حضرت مولانا  
محمد ادریس کاندھلویؒ نے خود فرمائی ہے۔

۳: السعایہ (اردو).... مولانا محمد حنیف گنگوہی فاضل دارالعلوم دیوبند۔

۴: ترجمہ ہدایہ (انگریزی).... مترجم ہملٹن۔ یہ ترجمہ لندن سے شائع ہو چکا ہے۔

۵: ترجمہ ہدایہ (فارسی).... مترجم مولانا غلام یگی خان۔

حواشی:

۱: حاشیہ ہدایہ... شیخ جلال الدین عمر بن محمد البخاری (م 691ھ)

۲: حواشی ہدایہ... نجم الدین ابوالطاہر اسحاق بن علی (م 711ھ)

تخارج احادیث ہدایہ:

۱: العنایہ فی تخریج احادیث الہدایہ... شیخ محی الدین عبد القادر محمد بن القرشی (م 775ھ)

۲: نصب الراية لاحادیث الہدایہ... شیخ جمال الدین یوسف الزلیعی (م 762ھ)

۳: الدراریہ فی منتخب احادیث الہدایہ... حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ)  
یہ علامہ زبیلی کی کتاب ”نصب الرایہ“ کا اختصار ہے۔

۴: منیۃ اللمعی فی مافات الزلیعی... شیخ علامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ)

صاحب ہدایہ نے مسائل کے سلسلہ میں جن احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے ان کو بعض لوگ ضعیف و موضوع قرار دیتے ہیں اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ علامہ ابن حجرؒ نے اپنی تصنیف ”الدرایہ“ میں بہت ساری روایات کے بارے میں ”لم اجد“ اور ”لا ادری“ جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ علامہ ابن حجرؒ جیسا وسیع النظر اور کثیر المطالعہ محدث کسی صحیح حدیث سے بے خبر ہو۔ اس طریقے سے وہ لوگ صاحب ہدایہ پر حدیث سے ناواقفیت کا بے بنیاد الزام لگا کر سادہ لوح عوام کو مسائل فقہ اور فقہاء سے بدظن کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ منکرین فقہ کا یہ اعتراض فقہ دشمنی اور سلف صالحین سے عداوت پر مبنی ہے کیونکہ صاحب ہدایہؒ بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے محدث بھی تھے اور انہوں نے جو احادیث اپنی کتاب میں ذکر کی ہے وہ سب ائمہ متقدمین کی کتابوں سے منقول ہیں، جس طرح امام بغویؒ نے ”مصابیح السنۃ“ میں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ”حجۃ اللہ البالغۃ“ میں اپنے ائمہ کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے بلا حوالہ احادیث ذکر کی ہیں۔ بعد میں فتنہ تاتار میں متقدمین حضرات کا بہت بڑا علمی سرمایہ ضائع ہو گیا اور بعد والے اصحاب تخریج نے ان روایات کو اپنے دور میں موجود کتابوں میں تلاش کیا۔ اس لئے متعدد روایات ان کو مطلوبہ الفاظ میں نہ مل سکیں۔ یہ صرف ہدایہ ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ صحیح بخاری کی تعلیقات میں بھی بہت ساری روایات کے بارے میں علامہ ابن حجرؒ نے یہی تصریح فرمائی ہے۔ بہر حال حافظ ابن حجرؒ کے ”لا ادری“ کہنے سے کسی حدیث کا ضعیف و من گھڑت ہونا لازم نہیں

آتا، بلکہ یہ موصوف کے عدم علم پر مبنی ہے۔ چنانچہ علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ نے ”نہیۃ الالمحی“ میں ان احادیث کی بھی تخریج کر دی جن کے بارے میں علامہ ابن حجرؒ نے ”لم اجد“ کہا ہے فقہ حنفی کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں کا جائزہ :

اسلام کامل دین ہے، حتیٰ کہ انسانی زندگی کے وہ افعال جنہیں انسان پر دے میں بجالاتا ہے مثلاً غسل وغیرہ فقہ ان مسائل میں بھی مکمل رہنمائی کرتی ہے۔ مگر چند عاقبت نااندیش لوگ فقہ کی ایسی جزئیات کو شروط و قیود سے پاک کر کے مذموم مقاصد کے لئے غلط طریقے سے پیش کرتے ہیں اور ان کی طرف سے فقہ حنفی کے خلاف کتابیں شائع بھی ہوئی ہیں، جن کا بھد اللہ تعالیٰ علماء حق نے علمی و تحقیقی جواب دیا ہے۔ ذیل میں فقہ حنفی کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں میں سے چند مشہور کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

- (1) معیار الحق... مصنف مولانا نذیر حسین دہلوی۔ اس کے جواب میں کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے تین زیادہ مشہور ہوئیں۔ ۱: مدار الحق مصنف محمد شاہ پنجابی، ۲: انتصار الحق مصنف مولانا ارشاد حسین رامپوری، ۳: تنقید فی بیان التقليد از مولانا سدید الدین دہلوی
- (2) الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین از غلام محی الدین غیر مقلد (سابق نام ہری چند بن دیوان چند کھتری)۔

اس کے رد میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے تین زیادہ مشہور ہیں:

۱: فتح المبین بر کشف مکائد غیر المقلدین مصنف منصور علی خان مراد آبادی شاگرد حضرت نانوتویؒ۔

۲: نصر المقلدین از مولانا احمد علی بٹالوی، ۳: نصرۃ المجتہدین از مولانا عبد الوکیل سکندر

پوری۔

(3) حقیقۃ الفقہ از محمد یوسف جے پوری۔ اس کا بہترین اور مدلل جواب ”حقائق الفقہ“ کتاب ہے جو پیر مشتاق علی شاہ کی تصنیف ہے۔

(4) درایۃ محمدی

(5) سیف محمدی

(6) شمع محمدی... ان تینوں کا مصنف محمد جونا گڑھی ہے۔ درایۃ محمدی کا جواب ”ہدایہ پر اعتراضات کے جوابات“ کے نام سے مولانا محمد شریفؒ نے دیا ہے، سیف محمدی کا جواب ”در مختار پر اعتراضات کے جوابات“ نامی کتاب ہے۔

یہ بھی مولانا محمد شریفؒ کی تصنیف ہے اور شمع محمدی کا جواب پیر جی مشتاق احمد شاہ کی تصنیف ”حدیث مصطفیٰ اور مسلک احناف“ ہے۔

(7) سبیل الرسول از محمد صادق سیالکوٹی۔ اس کا جواب مولانا محمد ابو بکر غازی پوری نے ”سبیل الرسول پر ایک نظر“ کے نام سے دیا ہے۔

(8) احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ از مولوی اشرف سلیم۔ اس کا جواب پیر جی مشتاق احمد شاہ نے ”احادیث نبویہ اور فقہ حنفیہ پر ایک نظر“ کے نام سے دیا ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہر منصف مزاج آدمی نے فقہ و فقہاء کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

”فقہ حنفی میں کتاب ہدایہ میں مسائل فقہیہ کی اسناد میں روایات سے جو ثبوت پیش کیا ہے اور ان کی تائید میں اصولی و معقولی باتیں سمجھائی ہیں، اس میں امام ہرہان الدین مرغینانی مصنف ہدایہ کی سعی معاذ اللہ بے سود گئی جائے گی؟ اور یہ بات سوائے کسی جاہل اور بے سمجھ کے کون کہے گا؟“

(تاریخ اہل حدیث، ص 86)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقہ اور فقہاء کرام کا ادب اور ان پر اعتماد نصیب فرمائے۔

### احادیث نبویہ کی حکیمانہ تشریح

مجلس الشیخ کے عنوان کے تحت حضرت الاستاذ مرشدی پیر طریقت متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ کے ان اصلاحی مواعظ کو پیش کرنے کا ارادہ تھا جو حضرت الشیخ حفظہ اللہ ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات بعد نماز مغرب فرماتے ہیں۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ میرے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم موجود ہیں، میرے مواعظ کی بجائے حضرت حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کے مواعظ و ملفوظات کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ چنانچہ ”مجلس الشیخ“ کے تحت عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کے ملفوظات و مواعظ کو پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

از مرتب: مفتی شبیر احمد حنفی

### حدیث ”زُرْ غَبَّآ تَزُدُّ حُبَّآ“ کی شرح:

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں كُنْتُ أَلْزَمُهُ بِصُحْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہر وقت چپکار ہتا تھا اور ایک حدیث میں ہے ”زُرْ غَبَّآ تَزُدُّ حُبَّآ“. ناغہ دے کر ملنا محبت کو بڑھاتا ہے، فَمَا التَّطَبُّعُ بَيْنَ عَمَلِ الصَّحَابِيِّ وَالْحَدِيثِ، یعنی صحابی کے قول اور حدیث پاک میں کیا تطبیق ہے؟ تو اس کی تطبیق مولانا جلال الدین رومیؒ نے بیان کی ہے کہ زُرْ غَبَّآ کا حکم رشتہ داروں کے لئے ہے مثلاً داماد سسرال جائے اور وہیں پڑا رہے، سسرال والے بھی کہیں کہ پتہ نہیں کب جائے گا؟ غرض یہ عام رشتہ داریوں کا مسئلہ ہے، لیکن جو شخص اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق ہو اس کے لئے زُرْ غَبَّآ کا حکم نہیں ہے۔

نہیں زُرْ غَبَّآ وظیفہ ماہیاں زالاں کہ بے دریاند اندانس جاں  
یعنی اگر مچھلی سے کہو کہ ناندہ دے کر پانی میں جائے تو مچھلی تو مر جائے گی، کیونکہ  
بغیر پانی کے وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ لہذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روح مبارک ایسی تھی  
جیسے کہ مچھلی کو پانی سے تعلق ہوتا ہے اور جملہ حضرات صحابہ کو اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم سے ایسا ہی تعلق تھا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
حدیث پاک اور صحابی کے قول میں تطبیق یہ ہے کہ زُرْ غَبَّآ یعنی ناندہ دے کر ملاقات کرنا  
اعزاء و اقرباء اور عام رشتہ داروں کے لئے ہے، لیکن کسی پر کسی اللہ والے کے عشق کی کیفیت  
غالب ہو جائے مثلاً اپنے شیخ سے ایسی محبت ہو جائے کہ بغیر شیخ کے اس کو چین نہیں آتا تو اس  
اللہ والی محبت لئے زُرْ غَبَّآ کا حکم نہیں ہے، وہ روزانہ آئے، ایک دن بھی ناندہ نہ کرے،  
چالیس دن مکمل لگائے یا اگر اس کے ذمہ کوئی حقوق واجبہ نہیں ہیں تو شیخ کے در پر رہ  
پڑے، ہر شخص کے اپنے حالات ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ والے کی ذات پر عاشق  
ہو اس کی کسی صفت پر عاشق نہ ہو۔ جیسے بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آج بیان ہو گا یا نہیں۔ جب  
معلوم ہو جائے کہ بیان نہیں ہو گا تو گھر بیٹھ گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ تقریر کا عاشق ہے مقرر کا  
عاشق نہیں حالانکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے محبت ہو اس کو ایک نظر دیکھنا دنیا و مافیہا  
سے قیمتی ہے۔

محبت ہو تو ایک نظر کی کیا قیمت ہے یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے  
پوچھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے  
ابو بکر صدیق! مجھ کو دنیا میں تین چیزیں عزیز ہیں (۱) خوشبو (۲) نیک بیوی (۳) نماز میری  
آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے  
رسول! مجھ کو بھی تین چیزیں دنیا میں عزیز ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بتاؤ! وہ



چیزیں کیا ہیں؟ عرض کیا (۱) النظر الیک (۲) والجلوس بین یدیک (۳) وانفاق مالی علیک، یعنی ایک نظر آپ کو دیکھ لینا اور تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھ لینا اور اپنا مال آپ پر نفاذ کرنا، اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز مجھ کو محبوب نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سکھا دیا کہ شیخ سے ایسی محبت ہونی چاہئے۔ (معارف ربانی ص ۱۵۵ تا ۱۵۷)

حدیث اللّٰهُمَّ وَاقِیَّةٌ الخ کی شرح کی عجیب تمثیل:

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”حدیث شریف کی دعا ہے: ”اَللّٰهُمَّ وَاقِیَّةٌ کَوَاقِیَّةٌ الْوَلِیْدِ“۔ (مجمع الزوائد)

اگر بچہ نادانی سے کوئی مضر اور نامناسب کام کرنا چاہتا ہے تو ماں پہلا کام یہ کرتی ہے کہ اس کو اس کام سے بچا لیتی ہے۔ اسی طرح اے اللہ! اگر ہم کوئی نامناسب فعل کرنے کی جرأت کریں تو ہمیں اپنی رحمت سے کھینچ کر بچالے اور اگر بچہ کوئی غلط چیز زہر وغیرہ کھالے تو ماں اپنی انگلی اسکے منہ میں ڈال کرتے کرادیتی ہے۔ اسی طرح اگر بندہ سے گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ ہمارے گناہوں کو قے کراتا ہے، بذریعہ اشک ندامت وآہ زاری اور اشکباری، پھر اس کے بعد اپنی یاری کو بحال کر دیتا ہے۔ اور اگر زہریلا مادہ بچہ کے جسم میں آگے بڑھ گیا ہے جہاں تک ماں کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا تو ڈاکٹر سے کہتی ہے کہ اس کو دوا دے دیجئے اور قے کرادیجئے۔ ماں کی انگلی تو صرف حلق تک جاسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تو ہر جگہ پہنچا ہوا ہے، وہ مالک تو ایسے ہیں کہ جسم کے ذرہ ذرہ پر قادر ہیں۔ پس جو بندہ گناہوں کے زہر کا عادی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو روحانی ڈاکٹر یعنی مشائخ کے پاس جانے کی توفیق عطا فرماتے ہیں، تاکہ اس بندہ کے گناہوں کی ظلمات کے پہاڑ اس اللہ والے کے صدقہ میں اور اس کی برکت سے اجالے سے انوار سے بدل جائیں۔

## مجلس سے اٹھنے کی دعا

مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی حفظہ اللہ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ، فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ)).

(جامع ترمذی حدیث: ۳۳۵۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو جہاں بہت سی لغو باتیں ہوئی ہوں تو وہ شخص اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے

”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ“

تو اس مجلس میں جو بھی غلطی ہوئی ہوگی اس کو بخش دیا جائے گا (دعا کا ترجمہ یہ ہے: اے اللہ! تو پاک ہے، حمد تیرے لئے مخصوص ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں)

تشریح: آدمی جب کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو چونکہ مجلس میں مختلف طبیعت اور مزاج کے لوگ ہوتے ہیں تو مجلس میں کسی نہ کسی کا گلہ یا غیبت ہو ہی جاتی ہے۔ اگر بندہ کرتا نہیں ہے تو سن تولیتا ہے۔ حالانکہ جس طرح کسی کا گلہ یا غیبت کرنا گناہ ہے اسی طرح اس کا سننا بھی گناہ ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس کے اختتام کے وقت یہ ایسی جامع دعا بتلائی ہے جس میں الفاظ تو مختصر ہیں مگر فائدہ اتنا عظیم ہے کہ پوری مجلس کا کفارہ بن جاتا ہے۔